تخريج حديث (اللهم بارك لنا في رجب وشعبان ، وبلغنا رمضان)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّىٰ اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ رَجَبٌ قَالَ:

اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي رَجَبٍ، وَشَعْبَانَ، وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ .

اولا: اسانيد الروايه

یہ حدیث حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے،اور اس حدیث کی اسانید کا مدار زائدہ بن ابی الرقاد پر ہے،اس سے متعدد راویوں نے روایت کی ہے،ان میں سے : قَواريرىٰ ، مُقَدّمي، عبد السلام الجِنّي ، أحمد بن مالك القُشيري ہیں۔

الطريق الأولىٰ : عُبَيد الله بن عُمر القَوَاريري عن زائدة

تخريجها : أخرجها من هذه الطريق :

عبد الله بن أحمد في "زوائد المسند" برقم (٢٣٤٦)

وابن أبي الدنيا في جزء "فضائل رمضان" (ص: ٢٣)

وابن السُّني في "عمل اليوم والليلة" برقم (٦٥٩)

والخلال في "فضائل رجب" (ص: ٤٥)

والبيهقي في كتبه الثلاثة " شعب الإيمان"(٥/ ٣٤٨) و"الدعوات الكبير"(٢/ ١٤٢) و"فضائل الأوقات" (ص: ١٠٤) وغيرهم .

الطريق الثانية: محمد بن أبي بكر المُقَدَّمي عن زائدة

تخريجها : أخرجها من هذه الطريق :

الطبراني في "الدعاء" (ص: ٢٨٤)

وأبو نعيم في "حلية الأولياء" (٦/ ٢٦٩).

الطريق الثالثة : عبد السلام بن عُمر الجِنّي عن زائدة

تخريجها : أخرجها من هذه الطريق :

الطبراني في "المعجم الأوسط" (٤/ ١٨٩) برقم ٣٩٣٩.

فائدة : الجِنّي بكسر الجيم والنون المشددة ، ضبط هذه النسبة ابن ماكولا في "الإكمال" ٢/ ٢٣١ والسمعاني في "الأنساب" ٣/ ٣٦٠. وتحرفت في بعض الكتب إلىٰ : الجنبي ، الخشني ، الحسني ...الخ

الطريق الرابعة : أحمد بن مالك القُشَيري عن زائدة

تخريجها : أخرجها من هذه الطريق :

البزار في "البحر الزخار" (١٣/ ١١٧).

ثانیا: الفاظ الروایہ

مذکورہ تمام راویوں نے اس حدیث کو: « اللهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي رَجَبٍ وَشَعْبَانَ ، وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ » کے الفاظ سے نقل کرنے میں اتفاق کیا ہے۔

سوائے عبد اللہ بن احمد کے، انہوں نے زوائد المسند میں دوسرے جملے کو بلفظ « وبارك لنا في رمضان » نقل کیا ہے۔

اسی طرح بعض روایتوں میں اس دعا کے اخیر میں جمعہ کے دن کی فضیلت بھی وارد ہے، بلفظ « وَكَانَ يَقُولُ: إِنَّ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ لَيْلَةٌ غَرَّاءُ، وَيَوْمَهَا يَوْمٌ أَزْهَرُ » کما فی زوائد المسند و عمل الیوم واللیلہ والدعوات الکبیر و مسند البزار ۔

ثالثا: حکم الروایہ

یہ روایت بہت زیادہ ضعیف ہے، اور اس کا ثبوت بھی مرفوعا مجروح ہے، کیونکہ سند میں دو راوی ضعیف ہیں، اور دونوں کا تفرد بھی ہے، نیز اس سند کو خصوصی طور پر غیر معتبر قرار دیا گیا ہے۔

اس سلسلہ میں دو اصول بھی ذکر کرتے ہیں، لہذا اس اجمال کی تفصیل یہ ہے:

الکلام علی زائدہ بن ابی الرقاد:

زائدہ بن ابی الرقاد، کنیت ابو معاذ، قبیلہ باہلہ کے، اور عراق میں بصرہ کے باشندہ تھے۔

ان کا طبقہ تبع تابعین کا ہے، ان کی اکثر روایات حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے شاگردوں سے ہے، خصوصا ثابت بنانی، زیاد بن عبد اللہ نمیری بصری، اور عاصم احول سے۔ زائدہ سے روایت کرنے والے بھی متعدد راوی ہیں، جیسے: عبید اللہ قواریری، محمد مقدمی، خالد بن خداش، اور یحیی بن کثیر عنبری وغیرہم۔ اور زائدہ قلیل الروایہ ہیں، اس لئے ان کے شاگرد عبید اللہ قواریری کہتے ہیں کہ: میں نے ان کی تمام روایات لکھ لی تھیں، اور مجھے ان میں کوئی قابل گرفت بات نظر نہیں آئی۔

مگر ان کی روایات میں مشاہیر سے روایت کرنے میں سنداً و متناً دونوں طرح کا تفرد پایا جاتا ہے، جو سببِ ضعف قرار دیا جاتا ہے اس وقت جبکہ اس راوی کے حفظ وضبط کی ائمہ حدیث کی طرف سے توثیق بھی نہ ہو، کما ہو الحال ھنا، پھر راوی کی جانب سے تفرد کی کثرت اگر ہوتی ہو تو راوی منکر الحدیث ٹھیرایا جاتا ہے۔

تفرد الراوی کا اصول:

زائدہ کی روایات میں اگر غور کریں وہ دو طرح کی ہیں:

۱۔ بعض روایات میں ان کے نقل کردہ مضمون کی روایت میں دوسرے راوی ان کی متابعت کرتے ہیں، تو یہ متابعت کی وجہ سے ان کی روایت کو تقویت مل کر، تفرد کا اندیشہ دور ہو جاتا ہے۔ اس لئے بعض محدثین متابعت کی وجہ سے روایت کو حسن قرار دیتے ہیں۔

۲۔ مگر بعض روایات میں وہ سند اور متن دونوں کے اعتبار سے منفرد ہوتے ہیں، یعنی ان کا نقل کردہ مضمون کوئی دوسرا راوی مطلقا نقل نہیں کرتا ہے، اس طرح کی روایات جو سند اور متن دونوں کے اعتبار سے منفرد ہوں، محدثین کے نزدیک مقدوح ہوتی ہیں اور شدتِ ضعف سے ان کو موسوم کیا جاتا ہے۔

انہی دو باتوں کو ابن عدی نے اس طرح سے بیان کیا:(وَزَائِدَةُ بْنُ أَبِي الرُّقَادِ لَهُ أَحَادِيثُ حِسانٌ ، يَرْوِي عَنْهُ الْمُقَدَّمِيُّ وَالْقَوَارِيرِيُّ وَمُحمد بْنُ سَلامٍ وَغَيْرُهُمْ ،وَهِيَ أَحَادِيثُ إِفْرَادَاتٌ وفي بعض أحاديثه ما يُنكر)

قلتِ متابعت اور کثرت تفرد یہی وجہ ہے زائدہ کے بارے میں ائمہ نقاد کے اختلاف رائے کا، کہ جنہوں نے بعض روایات میں دوسروں کی متابعت و موافقت دیکھی تو ہلکا سا اطمینان ظاہر کیا کالقواریری وابن عدی، اور جنہوں نے کثرتِ تفرد ملحوظ رکھا، خصوصا جب سند اور متن دونوں کا تفرد ہو، تو انہوں نے زائدہ پر جرح کیا، کبقیۃ النقاد: ابن المدینی وابن معین والبخاری وابی حاتم وابی داود والنسائی وابن حبان۔

سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ الْمَدِينِيِّ قَالَ: زَائِدَةُ بْنُ أَبِي الرُّقَادِ رَوَىٰ مَنَاكِير . الضعفاء الكبير للعقيلي (2/ 81)

زَائِدَة بن أبي الرقاد لَيْسَ بِشَيْء . من كلام أبي زكريا يحيىٰ بن معين في الرجال (ص: ٦٤)

زائدة بْن أَبي الرقاد، عَنْ زياد النميري وثابت، منكر الحديث. التاريخ الكبير للبخاري (٣/ ٤٣٣)

سَأَلْتُ أَبَا داود عَن زائدة بْن أَبِي الرُّقَاد فَقَالَ: "لا أعرف خبره" . سؤالات أبي عبيد الآجري أبا داود السجستاني في الجرح والتعديل (ص: ٢٣٤)

سألت أبي عن زائدة بن أبي الرقاد فقال: يحدث عن زياد النميري عن أنس أحاديث مرفوعة منكرة فلا ندري منه أو من زياد؟ ولا أعلم روىٰ عن غير زياد فكنا نعتبر بحديثه. الجرح والتعديل لابن أبي حاتم (٣/ ٦١٣)

قَالَ النَّسَائِيّ مُنكر الحَدِيث . الضعفاء والمتروكون لابن الجوزي (١/ ٢٩١)

يَرْوِي الْمَنَاكِير عَن الْمَشَاهِير لَا يُحْتَج بِهِ وَلَا يُكْتب إِلَّا للاعتبار. المجروحين لابن حبان (١/ ٣٠٨)

جرح مخصوص کا اصول:

تفرد الراوی کے ساتھ ایک اور اہم اصول کو بھی دھیان میں رکھنا چاہیئے، وہ ہے (جرح مخصوص) یعنی: جب ائمہ نقاد میں سے کوئی ناقد کسی راوی کی کسی مخصوص سند یا متن پر جرح کر کے عدم اعتماد ظاہر کرے، تو وہ جرح مندمل نہیں ہوتا، اور اس مخصوص روایت پر قواعد عامہ (کجواز العمل بالضعیف فی فضائل الاعمال) لاگو کر کے، اس کی تحسین یا تصحیح کرنے کو شش کرنا خلاف اصول ہے، اور صریح غلطی ہے۔

یہاں پر بھی زیر بحث روایت میں جرح مخصوص پایا گیا ہے:

فقد قال البخاري : زائدة بْن أَبِي الرُّقاد، عَنْ زياد النميري وثابت، منكر الحديث-[التاريخ الكبير]

وقال أبو حاتم الرازي : يحدث عن زياد النميري عن أنس أحاديث مرفوعة منكرة ، فلا ندري منه أو من زياد؟ ولا أعلم روىٰ عن غير زياد ، فكنا نعتبر بحديثه -[الجرح والتعديل]

امام بخاری اور ابو حاتم دونوں نے زائدہ کی وہ روایات جو بواسطہ زیاد النمیری کے حضرت انس سے مرفوعا مروی ہیں، ان کو منکر غیر معتبر قرار دیا ہے، تو یہ جرح مخصوص ہے، اور زیر بحث روایت بھی اسی سند سے منقول ہے، بالفرض زائدہ کے بارے میں کہے گئے دیگر جروحات کا اعتبار نہ بھی کریں، تب بھی یہ روایت جرح مخصوص کی بناء پر غیر معتد بہ ہو گی۔

الکلام علی زیاد النمیری:

نیز سند میں زیاد النمیری بھی ہے، جس پر ضعف وعدم اعتماد کا عام حکم لگایا گیا ہے، اور ابن حبان نے (مجروحین ۱/۳۰٦) میں جرح خاص سے بھی مقدوح کیا ہے، حیث قال: (منكر الحديث يروي عن أنسٍ أشياءَ لا تشبه حديث الثقات) تو زیاد کی حضرت انس سے نقل کی گئی روایات پر جرح کیا ہے۔ اگرچہ ابن عدی اور بزار کی رائے زیاد کے بارے میں معتدل ہے، قال ابن عدی: (ولزياد النميري غيرُ ما ذكرت من الحديث عن أنس، والذي ذكرت له من الحديث مَن يرويه عنه فيه طعنٌ، والبلاء منهم لا منه، وعندي: إذا رَوَىٰ عن زياد النميري ثقةٌ فلا بأس بحديثه)، مگر یہاں بھی (اذا روی عنہ ثقۃ) کی قید مفقود ہے، کیونکہ زائدہ بن ابی الرقاد موثوق نہیں ہے۔

روایت کے بارے میں علماء حدیث کی رائے

علماء حدیث عموما اس روایت کے ضعف کے قائل ہیں، پھر ان میں سے بعض ضعف کی تعبیر سند میں کسی راوی کے تفرد یا متن کی غرابت یا راوی کو ضعیف بتا کر بیان فرماتے ہیں، اور دیگر حضرات اجمالا حدیث یا سند کو ضعیف قرار دیتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

راوی کے تفرد یا متن کی غرابت کے قائلین:

امام بزار (مسند ۱۳/۱۱۹) طبرانی (المعجم الاوسط ۴/۱۸۹) اور بیہقی (فضائل الاوقات ۱۰۵) نے زائدہ کے تفرد کی تصریح کی ہے۔

حافظ ابن حجر نے (تخریج الاذکار) میں کہا: ھذا حدیث غریب.

راوی کے ضعف کی تصریح:

ذہبی نے اس روایت کو(میزان الاعتدال ۲/۶۵) میں زائدہ کی منکر روایات میں شمار کیا ہے۔

ہیثمی نے (مجمع الزوائد ۲/۱۶۵) میں زائدہ کو منکر الحدیث بتایا۔

اجمالا ضعف حدیث کے قائلین:

نووی نے (الاذکار ص۱۸۹) میں کہا: حلیۃ الاولیاء میں ضعیف سند کے ساتھ مروی ہے.

ابو شامہ نے (الباعث ص۴۷) میں منکر قرار دیا ہے۔

صاحب مشکوۃ(۱/۴۳۲) نے حدیث کو فصل ثالث میں ذکر کیا ہے۔

ابن رجب نے (لطائف المعارف ص ۱۲۱) میں سند کو ضعیف بتایا۔

سیوطی نے (الجامع الصغیر) میں حدیث پر ضعف کی نشانی لگائی ہے۔

شیخ طاہر پٹنی نے (تذکرہ الموضوعات ص۱۱۷) میں کہا: یہ سندِ ضعیف سے مروی ہے۔

امام لکھنوی نے (الآثار المرفوعہ ص۵۹) میں ضعیف قرار دیا۔

متاخرین میں سے احمد محمد شاکر (تحقیق مسند احمد) البانی (ضعیف الجامع ۴۳۹۵) شعیب الارنووط (تحقیق مسند احمد) نے بھی سند کو ضعیف قرار دیا ہے۔

خلاصہ:

یہ ہے کہ اس روایت میں چار علل قادحہ ہیں:

۱۔ ضعف زائدہ بن ابی الرقاد۔

۲۔ ضعف زیاد النمیری۔

۳۔ تفردہما بالسند والمتن۔

۴۔ جرح مخصوص کا اس روایت میں پایا جانا۔

ان امور کی بناءپر اس حدیث کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کرنا درست نہیں ہے، اگر کوئی مذکورہ دعا کو ویسے ہی پڑھنا چاہے تو گنجائش ہے، اس لئے کے دعا کے الفاظ میں کوئی بات خلاف شرع نہیں ہے۔ ہذا ما اراہ، والعلم عند اللہ۔

وحررہ العبد الضعیف محمد طلحہ بلال احمد منیار